حکمتِ مودودیؒ

اسلامی انقلاب کا لازمی ابتدائی مرحلہ اور اس کے تقاضے

ہماری تحریک اور دوسری تحریکوں کا فرق

اکثر یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے ارکان کو اپنی تحریک اور دوسری تحریکوں کے فرق کا پورا شعور نہیں ہے۔ حالانکہ اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لینے کی ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تحریک عام تحریکوں سے بنیادی اختلافات رکھتی ہے۔ اوّلاً" یہ کہ اس کے سامنے پوری زندگی کا مسئلہ ہے' زندگی کے کسی ایک پہلو کا نہیں۔ ثانیاً" یہ کہ خارج سے پہلے یہ باطن سے بحث کرتی ہے۔ جہاں تک پہلے پہلو کا تعلق ہے ہمارے سامنے کام اتنا بڑا اور اہم ہے جو اسلامی تحریک کے سوا دنیا کی کسی تحریک کے سامنے نہیں ہے اور ہم اس جلد بازی کے ساتھ کام نہیں کر سکتے جس جلد بازی سے دوسرے کر سکتے ہیں۔ پھر چونکہ ہمارے لئے خارج سے بڑھ کر باطن اہمیت رکھتا ہے اس وجہ سے محض تنظیم اور محض ایک چھوٹے سے ضابطہ بند پروگرام پر لوگوں کو چلانے اور عوام کو کسی ڈھرے پر لگا دینے سے ہمارا کام نہیں چلتا۔ ہمیں عوام میں عمومی تحریک (Mass-Movement) چلانے سے پہلے ایسے آدمیوں کو تیار کرنے کی فکر کرنی ہے جو بہترین اسلامی سیرت کے حامل ہوں اور ایسی اعلیٰ درجہ کی دماغی صلاحیتیں بھی رکھتے ہوں کہ تعمیرِ افکار کے ساتھ اجتماعی قیادت کے دوہرے فرائض کو سنبھال سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں عوام میں تحریک کو پھیلا دینے کے لئے جلدی نہیں کر رہا ہوں بلکہ میری تمام تر کوشش اس وقت یہ ہے کہ ملک کے اہلِ دماغ طبقوں کو متاثر کیا جائے اور ان کو کھنگال کر صالح ترین افراد کو چھانٹ لینے کی کوشش کی جائے جو آگے چل کر عوام کے لیڈر بھی بن سکیں اور تہذیبی و تمدنی معمار بھی۔ یہ کام چونکہ ٹھنڈے دل سے کرنے کا ہے اور ایک عمومی تحریک کی طرح فوری ہلچل اس میں نظر نہیں آسکتی' اس وجہ سے نہ صرف ہمارے ہمدرد و ہم خیال لوگ بلکہ خود ہمارے ارکان تک بد دل ہونے لگتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ارکانِ جماعت کام کے اس نقشہ کو اچھی طرح سمجھ لیں

اور اپنی قوتیں بد دلی کی نذر کرنے کے بجائے کسی مفید کام میں استعمال کریں۔

ہمارے پیشِ نظر نقشۂ کار

یہ اعتراض بجا ہے کہ کثیر التعداد عوام کو اس نقشہ کے مطابق بلند سیرت بنانے کے لئے مدت مدید درکار ہے۔ مگر ہم اپنے انقلابی پروگرام کو عوام کی اصلاح کے انتظار میں ملتوی کرنا نہیں چاہتے۔ ہمارے پیشِ نظر صرف یہ نقشہ ہے کہ عوام کی سربراہ کاری کے لئے ایک ایسی مختصر جماعت فراہم کر لی جائے جس کا ایک ایک فرد اپنے بلند کیریکٹر کی جاذبیت سے ایک ایک علاقہ کے عوام کو سنبھال سکے۔ اس کی ذات عوام کا مرجع بن جائے اور کسی مصنوعی کوشش کے بغیر بالکل فطری طریقہ سے عوام کی لیڈر شپ کا منصب اسے حاصل ہو جائے۔ مگر صرف مرجعیت سے بھی کام نہیں چل سکتا اُس سے کام لینے کے لئے دماغی صلاحیتیں بھی ہونی چاہئیں تاکہ ان مرکزی شخصیتوں کے ذریعہ سے عوام کی قوتیں مجتمع اور منظم ہو کر اسلامی انقلاب کی راہ میں صرف ہوں۔ ایک ٹھوس' پائیدار اور ہمہ گیر انقلاب کا لازمی ابتدائی مرحلہ یہی ہے۔ اس مرحلہ کو صبر سے طے کرنا ہی پڑے گا۔ ورنہ تحریک کی تباہی ناگزیر ہے۔ اگر موجودہ حالات میں عوام کو اکسا دیا جائے جب کہ عوام کو سنبھال کرلے چلنے والے مقامی رہنما موجود نہیں ہیں تو عوام بالکل بے راہ روی پر اتر آئیں گے اور اپنے آپ کو نا اہل لوگوں کے حوالے کر دیں گے۔"

"عمومی تحریک (Mass-Movement) کے آغاز سے پہلے چند تعمیری کام کر لینے ضروری ہیں۔

ایک یہ کہ ہم اپنے تعلیمی پروگرام کی بنا ڈال دیں' کیونکہ ضروری نہیں کہ ہم اپنی زندگی میں اپنے نصب العین تک پہنچ جائیں۔ اس لئے ہمیں ابھی سے یہ فکر کرنی چاہیے کہ ہم اپنی جگہ اپنے سے بہتر کام کرنے کے لئے آئندہ نسل کو تیار کرنا شروع کر دیں۔

دوسرے ہمیں اہلِ قلم کا ایک ایسا لشکر تیار کر لینا چاہیے جو علوم و فنون اور ادب کے ہر پہلو سے نظامِ حاضر پر حملہ آور ہو سکے۔ کچھ سیاسی مفکر ہوں جو حال کی کافرانہ سیاست کے مکروہ خدوخال کو خوب نمایاں کریں' کچھ معاشی ماہرین ہوں جو رائج الوقت معاشی تنظیم کے عیوب کو کھولیں' کچھ علمائے قانون کی ضرورت ہے جو انسانی قوانین کی بے اعتدالیوں کو نمایاں کریں' اخلاق و نفسیات کے کچھ حکماء چاہئیں جو عہدِ حاضر کے علم النفس اور علم الاخلاق کی کوتاہ بینیوں کی نشان دہی کریں' اور اس تخریبی کارروائی کے ساتھ یہ لوگ علوم کی نئی تدوین کا تعمیری کام بھی سنبھالیں۔ ان مجتہد مفکرین کو مدد بہم پہنچانے کے لئے ادیبوں' افسانہ نگاروں اور ڈرامہ نویسوں کا

ایک گروہ بھی ضرور ہونا چاہیے جو فکری میدان کار زار میں "گوریلا وار" لڑتا ہے۔

تیسرا تعمیری کام ہمیں یہ کرنا ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے عمومی تحریک کو چلانے کے لئے کارکنوں اور رضا کاروں کی تربیت کی جائے۔ ہمیں مقرروں سے لے کر خاموش کارکنوں تک بالکل نئی وضع کے کارندے درکار ہیں جن کے اندر خشیتہ اللہ کی روح جاری و ساری ہو۔ ان تین شعبوں میں جس کم سے کم تعمیری کام کی ضرورت ہے اس کو انجام دینے سے پہلے یہ توقع نہ رکھنی چاہیے کہ ہم عوام میں انقلابی دعوت پھیلانے کے لئے کوئی کامیاب اقدام کر سکتے ہیں۔"

(اقتباس از خطاب اجتماع ارکان مورخہ ۲۱ اکتوبر ۴۳ء بمقام دربھنگہ۔ روداد جماعت اسلامی (حصہ اوّل)

بقیہ: ایک علمی محاکمہ

عوام میں حاکم اور محکوم کا نہیں بلکہ خادم اور مخدوم کا رشتہ تھا اور دوسرا وہ جو آئرلینڈ میں نافذ تھا اور جہاں انگلستان کی حیثیت حاکم اور آئرلینڈ کے لوگوں کی حیثیت ایک قسم کے غلام کی تھی۔ ۱۸۶۱ء کے پولیس ایکٹ میں آئرلینڈ کے ماڈل کو اصل ماخذ بنایا گیا ہے۔ ستم ظریفی ہے کہ محکوم ہندوستان میں بھی چونکہ تین شہروں میں انگریز رہتے تھے اس لیے ان شہروں کے لیے پولیس ایکٹ میں خصوصی تبدیلیاں کی گئیں اور باقی سارے ہندوستان کے لئے حاکم نے پولیس کو محکوم آبادی کو کنٹرول کرنے کا آلۂ کار بنایا۔ لیکن افسوس ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد بھی آزادی کی کوئی لہر اس قانون تک نہ پہنچ سکی۔ نفاذِ شریعت ایکٹ قوم کے سامنے وقت کے اہم ترین قانونی ایجنڈے کو نمایاں کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قانون کے اس پشتارے کو اسلام اور آزاد جمہوری معاشرہ کے کس طرح ہم آہنگ کیا جائے۔